

کثیر الثقافتی یوم نسواں

8 مارچ 2013 کو Folketeateret میں IMDi کے زیر اہتمام 8 مارچ کی کثیر الثقافتی تقریب میں ناروے کی ملکہ عالیہ کی تقریر

عزیز خواتین،
سب عزیز حاضرین،
آپ کو آج کا دن مبارک ہو!

Slottsparken میں Camilla Collett کا خوبصورت مجسمہ 100 سال سے زیادہ عرصے سے ایستادہ ہے۔ یہ مصنفہ اور حقوق نسواں کی مجاہدہ اب سے پورے 200 سال پہلے پیدا ہوئی۔ کانسی میں ڈھلی ہوئی – وہ اپنی شال اوڑھے سردی سے ٹھہرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ہر سال 8 مارچ کو اس کے قدموں میں پھول چڑھائے جاتے ہیں – جو نارویجن عورتوں کے دلوں میں اس کیلئے عقیدت ظاہر کرتے ہیں۔

160 سال پہلے Camilla Collett نے ان عورتوں کے بارے میں ناول «Ammannens Døtre» لکھا جو معاشرے میں اپنا مقام تلاش کرنے کیلئے مختلف صورتوں میں ابتلا سے گزر رہی تھیں۔ وہ ان عورتوں کی تصویر کشی کرتی ہے جنہیں قبول کیے جانے اور اپنی آواز سنانے کیلئے جدوجہد کرنی پڑی۔ «Ammannens Døtre» میں عورتیں اپنے محفوظ گردوپیش کو چھوڑ کر، جہاں ان کی جڑیں تھیں – ایک نئی جگہ بسنے کیلئے سفر کرتی ہیں جہاں وہ اجنبی تھیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ آج یہاں موجود ہم میں سے بہت سی عورتیں خود یہ تجربہ رکھتی ہیں۔۔۔

میں ایک قدرے ذاتی پہلو سے ماضی قریب کا ایک قصہ سنانا چاہتی ہوں، یعنی 1975۔ اقوام متحدہ نے اس سال کو عورتوں کا سال قرار دیا تھا اور میں 38 سالہ جوان ولی عہد شہزادی تھی۔ تب تک میں مردوں کے غلبے کی فضا میں بہت سال زندگی گزار چکی تھی اور مجھے زیادہ تر میدانوں میں اپنی لڑائی لڑنی پڑی۔ میرے لیے شاید یہ ایک قدرتی اور اہم فریضہ تھا کہ میں اقوام متحدہ کا عورتوں کا سال منانے میں بھرپور طور پر شریک ہوں۔ میں جانتی تھی کہ حکومت چلانے والے مردوں میں گھرے ہوئے زندگی گزارنا کیسا ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ میں سیکھ چکی تھی کہ مجھے اپنی آواز استعمال کرنی ہو گی اور اپنی آواز دوسروں تک پہنچانی ہو گی۔ لیکن میں یہ تجربہ بھی حاصل کر چکی تھی کہ میرے پاس آواز تھی – اپنے آپ سے لڑ کر میں نے یہ سیکھا۔

میں وہ وقت کبھی نہیں بھولوں گی جب میں عورتوں کے سال کے سلسلے میں شہر شہر جانے والی ایک نمائش کا افتتاح کرنے Halden گئی۔ نمائش کا عنوان تھا "9 عورتیں"۔ ذرا سوچیں – جب میں ٹرین سے Halden پہنچی تو پلیٹ فارم پر میرے استقبال کیلئے – تین مرد کھڑے تھے۔ ہر جگہ یونہی ہوتا تھا!

پھر جب اسی سال آگے چل کر مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ Kunstnernes Hus میں ہونے والی نمائش "عورتیں اور آرٹ" کیلئے تصاویر کے انتخاب کے کام کی سربراہی کروں تو کمیٹی کا تعارف کراتے ہوئے میرا احساس فخر کچھ ایسا کم نہیں تھا – کمیٹی میں عورتوں کی تعداد مردوں کے برابر تھی۔

اس وقت سے اب تک نارویجن معاشرہ کئی لحاظ سے زبردست تبدیلی سے گزر چکا ہے – اس شعبے میں بھی۔

ایک تبدیلی جس پر مجھے بہت خوشی ہے، یہ ہے کہ آج نارویجن عورتوں کا پس منظر پوری دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ عورتیں ہمارے معاشرے کو ایک رنگا رنگ تہذیب سے سجا رہی ہیں جو لگاتار بدل رہی ہے۔ جڑوں

سے ہمیں تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جڑوں کو آزاد کرنا اور سینچنا بھی ضروری ہے تاکہ زندگی پہلے پہلے اور پودا زمین سے وابستہ ہو جائے۔

چاہے میں کہیں بھی جاؤں – اوسلو کے کسی نواحی شہر کا دورہ کروں یا شمالی ناروے کے کسی گاؤں کا – میں یہ دیکھ کر متاثر ہوتی ہوں کہ پوری دنیا میں اپنی جڑیں رکھنے والی عورتیں اپنے اپنے مقامی معاشرے میں مصروف عمل ہیں؛ عورتیں جو اپنے گردنواح میں مثالی نمونہ اور روزمرہ زندگی کی ہیرو بن چکی ہیں۔ عورتوں کے دم سے زندگی کی گاڑی کے پہیوں میں حرکت ہے۔ عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد معاشرے میں اہم مقام حاصل کرتی جا رہی ہے – جیسے ہماری اپنی وزیر ثقافت۔

دوسری طرف کچھ شعبوں میں ابھی بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے، خاص طور پر بڑے شہروں میں۔ ہمیں تمام عمروں کی تمام عورتوں کی جانب سے، معاشرے میں ان کی زیادہ بھرپور شرکت کی ضرورت ہے – سماجی زندگی میں، عملی زندگی میں اور فیصلے کرنے والے ایوانوں میں۔

اپنی آواز استعمال کرنے کے بہت سے طریقے ہیں: والدین کی میٹنگ میں اظہار خیال کرنا، ایسی رائے ظاہر کرنا جسے ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہو، کسی کمزور کا دفاع کرنا – اور انتخابات میں ووٹ کا حق استعمال کرنا۔ جب ہم اپنی آواز اٹھاتے ہیں تو ہمیں کچھ ہوتا ہے:

ہم اپنی کمر کچھ اور سیدھی کر لیتے ہیں۔

ہمارے اعتماد کو تقویت ملتی ہے اور خود پر بھروسہ بڑھتا ہے۔

یہ ہماری اپنی قدر و قیمت کا معاملہ ہے۔ کبھی کبھار ہمیں اپنی آواز استعمال کرنے کی جرات کرنے کیلئے کچھ زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے۔ ہر ایسے موقع پر بحیثیت انسان ہم کچھ اور زیادہ مکمل ہو جاتے ہیں۔

اب جب میں واپس محل کو جاؤں گی تو میں Camilla Collett کے مجسمے پر ایک اور تشکر کی نظر ڈالوں گی – کیونکہ اس نے اپنے بعد آنے والی عورتوں کا راستہ قدرے آسان بنانے کیلئے کام کیا۔ شاعرہ Åse-Marie Nesse نے اس پیشرو خاتون کے بارے میں ایک خوبصورت نظم لکھی ہے۔ میں اس نظم کا کچھ حصہ پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر کا اختتام کرتی ہوں:

“Du frys i dine sjal, Camilla Collett
Du – søster av grunnloven – såg det:

Fridom var berre for fedrar og søner og brør
og du ropa til morgondagens døtrer
om rett til å velje sin veg,
rett til å lære å flyge...”

آپ کو یہ دن مبارک ہو!